OPEN ACCESS: "*EPISTEMOLOGY*"
eISSN: 2663-5828; pISSN: 2519-6480
Vol.13 Issue 14 December 2023

قرآن میں تشبیہ واستعارہ کا اسلوب و معنویت

(عمدۃ القاری کا اختصاصی مطالعہ)

METHOD AND MEANINGFULNESS OF METAPHORICAL EXPRESSION IN THE QURAN: A SPECIFIC STUDY OF UMDA TUL QARI

Hifsa Shabbir Ran
Research Scholar Islamic Studies, Lahore College for Women University, Lahore.

Prof. Dr. Mohsina Munir
Professor/Vice Principal, Govt. Graduate College for Women Model Town, Lahore.

Abstract: The words of Qur'an have layers of meaning in it. Without understanding the literary forms of Qur'anic literature it is not possible to acknowledge the hidden meanings and intellectual aspects of Qur'an. The object of ''similitude"/*Mathal* and Metaphor/*Istiara* in Qur'an is to get understand the massage of Allah Almighty in better way because similes and Metaphor have been used in different ways and purposes by Allah Almighty. As in surah Al Ankabut: 43, of Holy Quran: "There are similitude explained for the people, who have knowledge can understand it". In the use of Metaphor, Allah Almighty has invited to mankind in Holy Qur'an: "So announce! What are you commanded'' in surah Alhajar: 94. The question is what is the purpose of similitudes and Metaphor in which kind of style these have explained in Qur'an? Like ; Allah Almighty has explained the eternity of truth and vanity of falsehood through similitude in Polychromic style " Thus does Allah show forth the truth and vanity, from the scum disappears like froth cast ;while that which is good for mankind remains on the earth ''. This article will explain the kinds of similitude and Metaphor with the help of distinctive acknowledgment of Allama Badaruldin Aini in Umda-tul-Qari as well as other literary sources.

Key words: Similitude, Qur'an, Elaboration, Metaphor. Umda-tul-Qari

تعارف موضوع:

عربی زبان کو اس کی بے پناہ وسعت اور سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہونے کے باعث ایک خاص مقام حاصل ہے۔ جس کی زندہ مثال عربی جیسی فصیح و بلیغ زبان میں اُمتِ مسلمہ کے لیے مکمل لائحہ حیات قرآن مجید ہے۔ جب قرآن مجید نازل ہوا تو رسول خدا محمد ﷺ نے اس کتاب کے ذریعے پوری کائنات کو اسلام کی دعوت دی، اسی قرآنی معجزہ کا کمال تھا کہ تعلیماتِ خداوندی بہت جلد دنیا کے کونے کونے تک پہنچ گئیں۔ قرآن کے بلاغت سے بھرے ہوئے اسلوب نے بھٹکے ہوؤں کے دل و دماغ پر ایسے اثرات مرتب کیے کہ وہ جلد ہی راہ راست پر آ گئے۔ قرآن مجید الہامی کتاب ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف احکامات و قصص کو بیان کیا بلکہ انسانی عقل کے موافق بہترین انداز بیان میں اسے انسانوں کے سامنے رکھا جسے دیکھ کر عربی زبان دان بھی دنگ رہ گئے۔ انہیں معجزاتی اثرات کی وجہ سے قرآن پاک کو فصاحت و بلاغت کا عظیم منبع مانا گیا اور اس کی فصاحت و بلاغت کا اعتراف عرب کے فصیح اللسان لوگوں نے ببانگ دہل کیا ہے۔ علم البلاغہ میں استعارہ و امثال کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ جس کے بغیر علم بلاغت اپنے فن و حسن میں نامکمل ہے۔

جیسا کہ "مختصر المعانی" میں درج ہے: "بہ ہر کیف اہلِ عرب کی زبان دانی، کلام کے نشیب و فراز سے واقفیت، مقتضائے احوال کا امتیاز یہ سب چیزیں واجب التسلیم ہیں جن کا انکار کرنا، دن کے ہوتے ہوئے طلوعِ آفتاب کے انکار کے مترادف ہے۔ جس کی واضح دلیل قرآن پاک ہے جس نے اہلِ عرب کو اعلیٰ مراتب بلاغت میں نازل ہو کر ببانگ دُہل اس بات کا چیلنج دیا کہ اس کے معارضہ و محاکمات کی جن و بشر کو مجتمع ہو کر بھی قدرت نہیں"[1]

قرآن مجید اپنے اسلوب بیان میں بے مثال ہے کیونکہ یہ مخلوق بشری نہیں بلکہ خالق کا کلام ہے جناب مصطفیٰ صادق الرافعی بیان کرتے ہیں:

> **القرآن الكريم انما ينفرد باسلوبه، لانه ليس وضعا انسانيا البتة، و لو كان من وضع انسان لجاء على طريقة تشبه اسلوبا من اساليب العرب او من جاء بعدهم الى هذا العهد، ولا من اختلاف فيه عند ذالک بد فى طريقته ونسقه و معانية۔**
>
> "قرآن مجید اپنے اسلوب کے اعتبار سے منفرد ہے۔ کیونکہ یہ ہرگز انسانی حالت میں نہیں، کیونکہ اگر یہ کسی انسان کی حالت پر ہوتا تو یہ اس طرح کام کرتا کہ کسی انسانی اسلوب یا عربوں کے اسلوب سے مشابہ ہوتا، یا جو اس کے بعد آئے۔ انہوں نے کبھی بھی اس کی ترکیب، اس کے بیان اور اس کے معنی پر اعتراض نہیں کیا"[2]

فرہنگ اصطلاحات علوم ادبی" کے مطابق بلاغت کا لغوی معنٰی ہے "ظاہر کرنا، کھول کر بیان کرنا، علومِ بلاغت میں سے ایک علم ہے جس میں تشبیہ، استعارہ، مجاز اور کنایہ وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے"۔[3]

مختصر تعارف عمدۃ القاری:

عمدۃ القاری الشیخ حافظ بدر الدین عینی متوفی (855ھ) کی شرح ہے۔ صحیح بخاری کی علامہ فواد سیز گین کے مطابق 56 شروحات دنیا میں مطبوعہ حالت میں موجود ہیں۔ اور بلاشبہ ان شروحات میں علامی عینی کی شرح عمدۃ القاری اور علامہ ابن حجر عسقلانی (852ھ) کی شرح فتح الباری سے بہترین شرح آج تک کسی نے نہیں لکھی۔ عمدۃ القاری پچیس اجزاء اور بارہ مجلدات پر مشتمل ہے۔ علامہ عینی الفاظ احادیث کی شرح لغت، معانی، اعراب، بیان اور بدیع کے اعتبار سے کرتے ہیں وہ نہ صرف حدیث بلکہ فقہ، تاریخ، نحو، لغت اور بلاغت کے بھی امام ہیں جس وجہ سے علامہ عینی کی تصنیف عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری اپنی مثال آپ ہے۔ یہ دار الکتب العلمیہ بیروت 1421ء میں بارہ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ اس کے علاوہ مطبع ترکیا میں (1308) میں گیارہ جلدوں میں اور مصر میں مطبع الطباعۃ المنیریہ میں بارہ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔[4]

استعارہ:

باب استفعال سے "استعار، یستعیر، استعارۃً آتا ہے۔ جس کا لغوی معنٰی ہے کوئی چیز عاریتاً لینا یا ادھار مانگنا۔[5]

اصطلاح میں یہ لفظ درج ذیل معنی و مفاہیم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ عارضی استعمال کے لیے کوئی چیز مانگنا، معینہ مدت تک کسی کو استعمال کی کوئی چیز دینا، کسی سے کوئی چیز عاریتاً مانگنا، کسی کے ساتھ کسی چیز میں اسی جیسا رویہ اختیار کرنا۔[6]

اعجازِ بلاغی میں استعارہ کی اہمیت یہ ہے کہ اس کے بغیر کسی بھی عبارت میں حسن پیدا نہیں ہوتا۔ استعارہ سے عبارت میں خوبصورتی آجاتی ہے اور عبارت کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ کلام میں استعارہ کے استعمال سے حسن و عمدگی کے ساتھ ساتھ ایک ربط بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالٰی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

فاصدع بما تؤمر و اعرض عن المشركين۔[7]

"پس آپ اس حکم کو جو آپ کو کیا جا رہا ہے کھول کر سنا دیجیے اور مشرکوں سے منہ پھیر لیجیے"

لفظ فاصدع کو حق کی تبلیغ کے لیے مستعار لیا گیا ہے حکم دیا گیا کہ جس طرح شیشے کی چھبن کبھی نہیں بھرتی اے نبی ﷺ آپ بھی حق و باطل میں اس طرح خط امتیاز کھینچ دیجیے کہ اُن میں کبھی اختلاط نہ ہو۔[8]

ٹھوس اجسام جیسے لوہا، شیشہ وغیرہ میں شگاف ڈالنا، اور پھٹنے والی زمین کی قسم، کسی سخت چیز کو درمیان سے پھاڑنا مگر جدانہ کرنا، صدع بالحق حق کا کھلے طور پر اظہار کرنا، صدع الشیئ کسی چیز کو واضح و ظاہر کرنا، تصدع القوم، قوم کا متفرق ہونا، جنت و جہنم کے گروہوں کو علیحدہ علیحدہ کردو۔

اس بحث سے واضح ہوتا ہے کہ کلام میں استعارہ کے استعمال سے حسن و عمدگی کے ساتھ حکم کے پُرزور ہونے کا بھی پتا چلتا ہے۔ فرمایا گیا کہ اپنا پیغام اس انداز میں لوگوں تک پہنچائیں کہ اُس کی تاثیر دلوں میں گھر کر جائے۔ اور دوبارہ لوگ باطل کی طرف مائل نہ ہوں اور مخالفین باوجود مخالفت کے اس پیغام کو جھٹلا نہ سکیں۔ نیز لوگ حق کے سچے اور واضح ہونے سے اس طرح آگاہ ہو جائیں کہ حق و باطل کبھی مل نہ سکیں۔

استعارہ کی تعریف:

لغات میں استعارہ کی تعریفات درج ذیل ہیں۔

ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ کی جگہ مشابہت کی بنا پر استعمال کیا جائے اور اس کا کوئی قرینہ موجود ہو جیسے لفظ "اسد" کا استعمال شجاع کے لیے استعارہ ہے۔[9]

اللفظ المستعمل فیما شبه بمعناه الاصلی لعلاقة المشابهة[10]

استعارہ کے بارے میں آکسفورڈ ڈکشنری میں لکھا ہے:

"A word or phrase used in an imaginative way to describe sb/st else in order to show that the two things have the same qualities and to make description more powerful.[11]

"(استعارہ) ایک لفظ یا فقرہ ہے جسے تخیلاتی انداز میں استعمال کیا جاتا ہے تاکہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ دونوں چیزوں میں ایک جیسی خصوصیات ہیں اور یہ تفصیل کو زیادہ طاقتور بناتا ہے"

A figure of speech in which one kind of object or idea compared or identified with another kind in order to suggest similar between them.[12]

"(استعارہ) تقریر کی ایک شکل ہے جس میں ایک قسم کی چیز یا خیال کا موازنہ یا شناخت کسی دوسری قسم کے ساتھ کیا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان مماثلت تجویز کی جا سکے"

علماء بلاغت کے نزدیک استعارہ کی تعریف:

علماء بلاغت میں سب سے پہلے جاحظ نے استعارہ کی تعریف کی لیکن اُس نے استعارہ کو علم بلاغت کے تحت بیان نہیں کیا اور نہ ہی یہ ایک جامع تعریف تھی علمائے بلاغت نے ان الفاظ میں استعارہ کی تعریف کی:

- الاستعارة تسمية الشيئ باسم غيره اذا اقام مقامه۔[13]

"استعارہ کسی چیز کو اس کے قائم مقام کوئی اور نام دینے کا نام ہے"

- هى تعليق العبارة على غير ما وضعت له فى اصل اللغة على جهة النقل للابادة۔[14]

"یہ عبارت کو کسی اور چیز کے ساتھ جوڑتا ہے اس کے علاوہ جس کا مقصد زبان کی ابتداء میں فنا کی منتقلی کے مقام پر تھا"

- ان استعارة فى الجملة ان يكون لفظ الاصل فى الوضع اللغوى معروفا تدل الشاہد على انه اختص به حين وضع ثم يستعمله الشاعر او غير شاعر فى غير ذالک الاصل ، و ينقله اليه نقلا غير لازم فيكون هناک كالعبارة[15]۔

"جملہ میں استعارہ جو کہ لسانی صورت حال میں اصل کا لفظ معلوم ہوتا ہے۔ گواہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ جب وہ اسے ڈالتا ہے تو وہ اس کے ساتھ مخصوص تھا اور پھر شاعر یا غیر شاعر اسے کسی اور اصل میں استعمال کرتا ہے۔ اور منتقل کرتا ہے۔ ایسی غیر ضروری منتقلی میں وہ ایک جملہ کی طرح ہے"

- هى ان تذكر احد طرفى التشبيه و ترديد به الطرف الاخر مدعيا دخول المشبه فى جنس المشبه به دالا على ذالک باثباتک للمشبه ما يخص المشبه به۔[16]

"اس کا مطلب یہ ہے کہ تشبیہ کے ایک رخ کا ذکر کیا جائے اور دوسری طرف سے دہرایا جائے اور اور یہ دعویٰ کیا جائے کہ یہ تشبیہ کے زمرے میں آتی ہے"

- استعارة الكلمة لشيئ لم يعرف بها من شيئ عرف لها۔[17]

"کسی ایسی چیز کے لیے لفظ مستعمار لینا جو اس سے معلوم نہ ہو اس چیز سے جو اس کے لیے معلوم ہو"

یعنی استعارہ ایسا لفظ ہے جو غیر موضوع لہ معنی میں استعمال کیا جائے کسی علاقہ کی بنا پر اور ساتھ ہی کوئی قرینہ موجود ہو جو حقیقی معانی کے مراد لینے سے مانع ہو اور یہ مشابہت کا علاقہ ہو۔ استعارہ مختصر طور پر تشبیہ ہی ہے لیکن یہ اس سے بلیغ ہے۔ مثلاً کوئی کہے رایت اسد فى المدرسة (میں نے شیر کو مدرسہ میں دیکھا) اس کی اصل یہ ہے کہ رايت رجلا شجاعا كالاسد فى المدرسة (میں نے شیر جیسے بہادر آدمی کو مسجد میں دیکھا) یہاں پر مشبہ (لفظ رجل) کو حذف کر دیا گیا اور اور اداۃ تشبیہ کاف کو بھی حذف کیا گیا اور ساتھ وجہ تشبیہ کا بھی ذکر نہیں ہے۔ 'المدرسة' ایسا لفظ ہے جو اس بات کا قرینہ ہے یہاں کہنے والے کی مراد 'مردِ بہادر' ہے۔

عبدالقاہر الجرجانی لکھتے ہیں:

اعلم أن الاستعارة في الجملة أن يكون للَّفظ أصلٌ في الوضع اللغوي[18]

جان لیں کہ جملے میں استعارہ یہ ہے کہ اس لفظ کی لسانی صورت حال میں ایک معروف اصلیت ہے۔

ففتحنا ابواب السماء بماء منهمر وفجرنا الارض عيونا فالتقى الماء على امر قد قدر و حملناه على ذات الواح و دسر۔[19]

پس ہم نے آسمان سے پانی کے دروازے کھول دیئے۔اور زمین کو پھاڑ کر چشمے بنا دیئے۔اور پانی ایک کام کے لیے جو مقدر ہو چکا تھا مل گیا۔اور ہم نے اسے تختیوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کرکے اٹھالیا۔

ان آیات میں "آسمان کے دروازے" "زمین کو پھاڑ کر چشمہ بنا دینا" "ہم نے اس کشتی کو اٹھالیا" سب استعارہ و مجازی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔جس کے لغوی واصلی معنی مراد نہیں ہیں۔

قرآن مجید میں استعارہ کا اعجازی استعمال:

قرآن مجید حسنِ بلاغت کی ایک زندہ مثال ہے۔اس میں جگہ جگہ پر استعارات استعمال ہوئے ہیں جس سے اس کی عبارت میں حسن پیدا ہوتا ہے۔اگر کلام پاک میں استعارات کا ستعمال نہ ہوتا تو اس کلام کی بہت بڑی خوبی مفقود ہو جاتی۔کیونکہ استعارہ و مجاز کلام کی خوبی میں اہم مقام رکھتا ہے۔قرآن میں کثرت سے استعارات استعمال ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ کے کلام کا درجہ انسانی کلام سے ہر لحاظ سے اعلیٰ وارفع ہے۔

قرآن مجید میں استعارہ کے اعجازی پہلو کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ربنا افرغ علينا صبرا و توفنا مسلمين[20]

"اے ہمارے رب ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں مسلمان اُٹھا"

فرغ۔یفرغ۔ فراغا کے معنی ہیں خالی ہونا۔ افرغ فعل امر کا صیغہ ہے۔اور اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ صبر کو پانی سے استعارہ کیا گیا ہے۔اگرچہ پانی کا لفظ جملے میں استعمال نہیں ہوا یعنی صبر مستعار لہ ہے اور پانی مستعار ہے۔اُنڈیلنے کا لفظ سنتے ہی ذہن میں پانی کا خیال آتا ہے۔یہ لفظ عموما پانی کے لیے بولا جاتا ہے اور پانی کی ہی یہ صفت ہے۔لہذا دعا مانگنے والے کی مراد یہ ہے کہ اسے صبر کی دولت تھوڑی مقدار میں نہیں کثرت سے عطا ہو۔اس مقصد کے اظہار کے لیے موزوں ترین فعل افرغ ہی ہے اس کلام کی خوبصورتی میں اس طرح اضافہ کرتا ہے کہ اگر اسے حذف کر دیا جائے اور اس کے مقابل کوئی متبادل فعل استعمال کیا جائے تو کلام کا حسن باقی نہیں رہتا۔[21]

وقدمنا الى ما عملوا من عمل فجعلنه هباء منثورا۔[22]

"اور انہوں نے جو اعمال کیے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں پراگندہ کر دیا"

اس آیت کریمہ میں حقیقت میں قَدِمناَ کی جگہ عَمَدنَا (ہم نے ارادہ کیا) کا لفظ ہے۔ لیکن اس لفظ کو اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ وہ زیادہ بلیغ ہے۔ یہ لفظ دلالت کرتا ہے کہ بے شک عمل کرنے والے کا معاملہ اس کے سفر سے پہلے آگے بھیج دیا جاتا ہے۔ اس لیے کہ بے شک کافروں کو ڈھیل دی گئی ہے۔ ان کی موت کے آنے تک ان کا معاملہ غائب کے لیے کام کرنے والے کی طرح ہے۔ جب وہ آتا ہے تو انہیں اس کام کے خلاف دیکھتا ہے۔ جس کا اس نے حکم دیا تھا اس آیت میں ڈرانا مقصود ہے کہ مہلت سے غفلت نہ کرو۔

هباء منثورا کا لفظ استعمال کرنے کی حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اُس کو باطل کر دیا یہاں تک کہ اس سے کوئی چیز حاصل نہیں ہے۔ یہ استعارہ زیادہ بلیغ ہے کیونکہ اس کو نا دیکھے جانے والی چیز سے دیکھے جانے والی چیز کی طرف منتقل کیا جاتا ہے۔[23]

انا لما طغا الماء حملنکم فی الجاریة[24]

"جب پانی میں طغیانی آگئی تو ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کر دیا"

اس آیت میں طغی' کی حقیقت اصل میں 'علا' ہے اس میں طغی کو جو استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے یہ زیادہ بلیغ ہے کیونکہ لفظ طغی (طغیانی) پانی کے زبردست چڑھنے یعنی خوب بڑھنے کا معنی دیتا ہے۔

والصبح اذا تنفس[25]

"اور صبح کی (قسم) جب وہ چمکنے لگے"

اس آیت میں تنفسہ مستعار ہے اور اس کی حقیقت کسی چیز کا پھیلنا شروع ہونا ہے۔

قران مجید کی مزید ان آیات میں بھی استعارات کا ستعمال ملتا ہے۔

یٰس 37، الانفال 7، فصلت 51، محمد 4، التکویر 18، البقرہ 214، آل عمران 187، یونس 24، الانبیاء 15، الشعراء 225، الاحزاب 46، الاسراء 29، السجدہ 21، الکھف 11، الاعراف 149

علامہ بدرالدین عینی کا استعارہ سے متعلق موقف:

علامہ بدرالدین عینی استعارہ سے متعلق اپنی کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں درج ذیل آیات کی تشریح میں بیان فرماتے ہیں!

1۔ ﴿ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا ﴾][26]

بدرالدین عینی اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

ویسمی الحافر ظفرا علی الاستعارة[27]

"اس آیت میں 'ظفر' کو استعارہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے"

2۔ :﴿ وَلَقَدْرَاهُ نَزلَةً أُخرى[28]

مرة أخرى سماها : نزلة (على الاستعارة یعنی اس آیت میں "نزلةً" کو بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔[29]

3۔ يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ ﴾[30]

بدر الدین عینی اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:۔"القيامة عن ساقها ، وقيل : عن أمر شديد فظيع وهو إقبال الآخرة ، وذهاب الدنيا ، وهذا من باب الاستعارة، تقول العرب للرجل إذا وقع في أمر عظيم يحتاج فيه[31] "

"یہاں ساق سے مراد ظہور قیامت ہے یعنی آخرت کا آنا اور دنیا کا ختم ہو جانا اور یہاں قیامت کے لیے ساق کو بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے کیونکہ عرب کے لوگ کسی محال امر کے بیان کے لیے استعارہ کے محتاج ہوتے تھے"

امثال القرآن:

امثال، مثل کی جمع ہے، جسکے لغوی معنیٰ ہیں۔ مخاطب کو سمجھانے کے لیے مثال دے کر بات کرنا خالق کائنات سے لے کر ہر عام و خاص کا وطیرہ ہے۔ ادب میں مثال وہ قول ہے جس میں ایسی تشبیہ بیان کی جائے جس کا مخاطب کو پہلے سے علم ہو اور اس کا بیان حال کے مطابق ہو۔[32]

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پر کئی ایک باتیں سمجھانے کے لیے مختلف مثالیں بیان کی ہیں۔ بلاشبہ تمثیل، ادب کی ایک دلنواز قسم ہے جس سے کوئی بھی مشکل سے مشکل بات بآسانی سمجھ آجاتی ہے۔ علامی ماوردی کے نزدیک قرآن میں اس کے پیش نظر تمثیلات جابجا بکھری ہوئی ہیں۔ قرآن کریم کا یہی وہ بلاغت پر مبنی اسلوب ہے۔ جس سے ہر وہ عقل و منطقی استدلال پر مبنی بات بآسانی سمجھ میں آجاتی ہے۔ جو بغیر تمثیل سے سمجھنا شاید بہت مشکل ہو۔ یہ قرآن کا دلچسپ اسلوب بھی ہے اور اس کا اعجاز بلاغی بھی۔[33]

احمد احمد بدوی لکھتے ہیں:

> تمثيلات القرآن تستمد عناصرها من الطبيعة، انظر إليه يجد في السراب وهو ظاهرة طبيعية يراها الناس جميعا، فيغرهم مرآها، ويمضون إلى السراب يظنونه ماء، فيسعون إليه، يريدون أن يطفئوا حرارة ظمئهم، ولكنهم لا يلبثون أن تملأ الخيبة قلوبهم، حينما يصلون إليه بعد جهد جهيد، فلا يجدون شيئا مما كانوا يؤمّلون، إنه

يجد في هذا السراب صورة قوية توضح أعمال الكفرة، تظن مجدية نافعة، وما هي بشيء۔

"قرآن مجید کی مثالیں فطرت سے حاصل ہوتی ہیں۔ یہ ایک فطری واقعہ ہوتا ہے جسے لوگ دیکھتے ہیں۔ لوگ اس کو پڑھتے ہیں تو اس کی طرف بھاگتے ہیں اس کو ایک سراب سمجھتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ یہ شاید پانی ہے لیکن جب وہ اسے پکڑتے ہیں تو انہیں اندازہ ہوتا کہ یہ ایک حقیقت ہے سراب نہیں ہے۔ اور وہ اس میں کفار کے اعمال کو ضائع ہوتے ہوئے پاتے ہیں"[34]

قرآن مجید نے اپنی بات کو سمجھانے کے لیے جابجا تمثیلی طریقہ اختیار کیا ہے۔ سابقہ امتوں کے حالات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے عروج وزوال کی داستانوں پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی ہے۔ مشرکین کو توحید کا درس دینے، منافقین کو اخلاص کا راستہ بتانے اور مومنین کو حق کے راستے مین عزیمت کا درس دینے کے لیے تمثیلات بیان کی گئی ہیں۔[35]

قرآن پاک میں مثال کا استعمال:

وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمالُهُمْ كَسَرابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ ماءً حَتَّى إِذا جاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئاً[36]

"قرآن کافروں کی غیر اللہ کی عبادت اور ان پر اعتماد کو بیان کرتا ہے کہ ان پر اعتماد اور ان کی عبادت ان کو کوئی فائدہ نہیں دے گی جیسا کہ مکڑی کا جالہ اسے کوئی فائدہ نہیں دے پاتا سوائے وقتی طور پر"

قال تعالی :مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِياءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتاً وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ لَوْ كانُوا يَعْلَمُونَ۔ [37]

اور کفار کے اعمال اُن کے کسی کام نہیں آئیں گے اور نہ ہی اُنہیں کوئی فائدہ دیں گے اُن کی مثال کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمالُهُمْ كَرَمادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عاصِفٍ لا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلى شَيْءٍ ذلِكَ هُوَ الضَّلالُ الْبَعِيدُ۔[38]

"جن لوگوں نے اپنے رب سے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے ایک طوفانی دن کی آندھی نے اڑا دیا اور وہ اپنے اعمال کا کچھ بھی پھل نہ پاسکیں گے۔ یہی پرلے درجے کی گمراہی ہے"

اللَّهُ نُورُ السَّماواتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكاةٍ فِيها مِصْباحٌ..... عليم[39]

"اللہ آسمانوں اور زمین کا نور اور اس کے نور کی مثال ایسی ہے گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔۔۔"

اللہ تعالیٰ مومنوں کی مثال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ [40]

"ان کی مثالیں تورات میں اور انجیل میں موجود ہیں گویا کہ ان (مسلمانوں) کی مثال ایسی ہے جیسے ایک کھیتی ہو جس نے اپنی باریک سی کونپل نکالی پھر اسے طاقت دی پھر وہ موٹی ہو گئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو گئی پھر کسانوں کو اچھی لگتی ہے اور کافروں کے دل اس سے جلتے ہیں"

علامہ بدرالدین عینی کا امثال القرآن سے متعلق موقف:

بدرالدین عینی اپنی کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں درج ذیل آیات کی تفسیر کرتے ہوئے امثال سے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

وَأَمَّا إِن كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ فَسَلَامٌ لَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ۔[41]

"اور اگر وہ اصحاب یمین میں سے ہوئے تو اُن اصحابِ یمین کے لیے سلامتی ہو گی۔

بدرالدین عینی اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

وهو معناها، أراد به أن كلمة : إن ، وإن حذفت فمعناها مراد .قَوْلُهُ» : كما تقول «إلى قَوْلِهِ» : عن قليل «، تمثيل لما ذكره ، أي : كقولك لمن قال : إني مسافر عن قريب ، أنت مصدق مسافر عن قليل ، أي : أنت مصدق إنك مسافر عن قليل، فحذف لفظ : إن ، هنا أيضًا ، ولكن معناها : مراد قوله» : وقد يكون «، أي : لفظ سلام . كالدعاء له ، أي : لمن خاطبه من أصحاب اليمين[42]

اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے اس سے یہ لفظ مراد لیا ہے۔کہ اگر اسے حذف کیا جائے تو اس کے معنی مراد ہیں۔جیسا کہ آپ کہتے ہیں کہ اس کا قول ہے اس سے تھوڑا جیسا کہ مثال کے لیے ذکر کیا۔جیسا کہ آپ نے کسی ایسے شخص سے کہا جس نے کہا میں جلد ہی سفر کر رہا ہوں۔اور آپ کو یقین ہے کہ آپ تھوڑا سفر کر رہے ہیں۔لہذا اس لفظ کو حذف کر دیں یہاں بھی۔لیکن اس کے معنی یہ ہیں۔اس کے کہنے سے کیا مراد ہے۔اور یہ امن کا لفظ ہو سکتا ہے۔جیسا کہ اس کے لیے دعا یعنی دایاں ہاتھ۔

خلاصہ بحث:

علامہ بدر الدین عینی کا شمار جلیل القدر شارحین حدیث میں ہوتا ہے جن کا اسلوب بے مثال و منفرد رہا علامہ عینی احادیث کی شرح سے پہلے قرآن مجید سے مطابقت بیان کرتے ہوئے ترجمۃ الباب اور حدیث سابق سے موافقت کو ذکر کرتے ہیں۔ علم رجال کا ذکر کرتے ہوئے راوی حدیث کے مختصر حالات بیان کرتے ہوئے حدیث پر حکم لگاتے ہیں اور پھر الفاظ حدیث کی شرح لغت، معانی، اعراب، بیان اور بدیع کے اعتبار سے کرتے ہیں جس وجہ سے ان کی تصنیف علم بلاغہ میں ایک شاہکار نظر آتی ہے بالخصوص علامہ عینی نے استعارہ اور مثال سے متعلق جو تشریحی نکات بیان کیے ہیں وہ ان ہی کا خاصہ ہے۔الفاظ حدیث میں علم بلاغہ کے تفسیری و تشریحی نکات بیان کرنے کی وجہ سے علامہ عینی کی یہ مایہ ناز تصنیف علم بلاغہ میں دلچسپی رکھنے والے اور بلاغت کے باب میں کسی بھی موضوع سے متعلق بحث و تحقیق کرنے والے عمدۃ القاری کے مباحث بلاغیہ سے بے نیاز نہیں ہو سکتے جو بلاغت کے میدان میں بحر بے کنار کی حیثیت رکھتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عمدۃ القاری میں موجود فن بلاغت کی دیگر اصطلاحات کا بھی تحقیقی مطالعہ کیا جائے اور ان کے تشریحی نکات کو اجاگر کیا جائے۔

حوالہ جات وحواشی

---

[1] سعد الدین تفتازانی، مختصر المعانی، ناشران وتاجران کتب، لاہور، س۔ن، ص-770

Saād-uldèn Taftāzānì,Mukhtasirul-Maānì(Nashirān o Tajirān Kutub Lāhore)p-770

[2] اعجاز القرآن والبلاغۃ النبویۃ، مکتبہ دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان، 2004، ص-155

Iejāzul-Qurān walbalaghayulnabwiyah(maktaba Dar ahyaul-Turath-barùt 2004)p-155

[3] ساجد اللہ تفہیمی، ڈاکٹر، فرہنگ اصطلاحات علوم ادبی، ص90، مرکز تحقیقات فارسی ایران، پاکستان، 1996

Sājidullāh Tafhìmì,Farhang Istalahāt Ulùm adabì(Markaz tehqìqāt Farsi 1996)p-90

[4] عبد اللہ صاحب کاپوردی، علامہ بدر الدین عینی اور علم حدیث میں ان کا نقش دوام، مکتبہ سعیدیہ گجرات 1989، ص-146

Abdullāh Sāhib Kāpordì,Allāmah Baduldìn Ainì or Ilm e hadith me un ka naqsh e dawām(maktaba saìdiah Gujrāt 1989)p-146

[5] محمد مرتضیٰ محب الدین الزبیدی، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، 1414ھ 7، /676

Muhammad Murtazā Muhibul-dìn alzubedì, Tājul-Urùs min jawahirul-Qāmùs,(Dār alkutub ul ilmyah Berùt 1414I)7/676

وحید الزمان الکیرانوی، القاموس الوحید، ص1140،، ادارہ اسلامیات، لاہور، س۔ن

Alqāmòs wahìd,(idara Islāmyā Lāhore) Wahìdul-Zamān Keranwì,

لویس، معلوف، المنجد (عربی اردو) ص537، المنجد، دار الاشاعت، کراچی، 1994ء

Lois Maluf, Almunjad(Dār ulIshāt karāchì 1994)p-537

[6] الزبیدی، تاج العروس من جواہر القاموس، 276/7،، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، 1414ھ،

Alzubadì, Tajuluròs(Darulkutub alilmyah Berùt) 7/276

اسماعیل بن حماد ابو نصر فارابی، الصحاح تاج اللغۃ، ص645، دار المعارفۃ، بیروت، 1446ھ

Ismāèl bin hammad abò nasar farābì, Alsihah Tajulughah(Dar maāripha Berùt 1446)p-645

قاسمی، القاموس الوحید، ص1140، ادارہ اسلامیات، لاہور، س-ن

Qāsmì,Alqāmòsul-wahìd(Idārah islāmyāt lāhore)p-1140

لویس معلوف، المنجد (عربی اردو)، دار الاشاعت، کراچی، 1994ء، ص-537

Lois Maluf, Almunjad(Dār ulIshāt karāchì 1994)p-537

[7] الحجر 15:94

Al-Hijar 15:94

[8] امام راغب اصفہانی، مفردات القرآن، ترجمہ: محمد عبدہ، فیروز پوری، شیخ الحدیث، مولانا، مطبع، عرفان افضل پریس، اردو بازار، لاہور س-ن، ص-276

Imām Rāghib Asfhānì, Mufradātul-Qurān,(Irfān Afzal press)p-276

[9] مصطفی ابراہیم، المعجم الوسیط، دار المعارف، مصر، 1400ھ، 632/2

Mustafā Ibrāhìm, Almujimulwasìt(Dārulmuārif Misr 1400)2/632

قاسمی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات، لاہور، 2001ء، ص-1141

Qāsmì,Alqāmòsul-wahìd(Idārah islāmyāt lāhore)p-1141

[10] مسعود الدین تفتازانی، مختصر المعانی، ناشران وتاجران کتب، لاہور، س-ن، ص-370

Masùd uldìn Taphtāzanì, Mukhtasirulmānì(Nashirān tajirān Kutub Lāhore)p-370

ابی النصر رحمۃ علی خان، بغایۃ البراعہ فی معرفۃ علم البلاغۃ، فیروز پرنٹنگ، لاہور، س-ن، ص-276

Abì Nasar rehmat alì khan, Bughataul-burayahfì-marifat ilmulbalaghah(Feroz printing Lāhore)p-276

[11] Oxford dictionary, p 803

[12] Merit Student Encyclopedia, p 1143

[13] احمد مصطفی المراغی، المعجم المفصل فی علوم البلاغۃ البدیع والبیان والمعانی، دار الکتب العلمیہ، 1993ء، ص-91

Ahmed Mustafā almarāghì, almujimulmufasel fiulùm albalagha albdì walbyān walmānì(Dār alkutub alilmyah 1993)p-91

[14] محمد بن سنان الخفاجی، سر الفصاحۃ، دار الکتب العلمیہ، 1982ء، ص-218

Muhammad bin sanān alkhafajì, Sirulfasāhat(Daralkutub alilmyah 1982)p-218

[15] عبد القاہر جرجانی، اسرار البلاغۃ فی علم البیان، دار المعارفہ، بیروت، 1989ء، ص-22

Abdulqāhir jarjānì, Isrārulbalaghah fì Ilmulbyān(Dārulmaārifah Berùt 1989)p-22

[16] یوسف بن ابو بکر محمد بن علی، مفتاح العلوم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1987ء، ص-156

Yùsuf bin abùbakar Muhammad bin Alì, Miftāh alulùm(Dār alkutub alilmyah Berùt 1987)p-156

[17] احمد مصطفی المراغی، المعجم المفصل فی علوم البلاغۃ البدیع والبیان والمعانی، دار الکتب العلمیہ، 1993ء، ص-92

Ahmed Mustafā almarāghì, almujimulmufasel fiulùm albalagha albdì walbyān walmānì(Dār alkutub alilmyah 1993)p-92

[18] عبدالقاہر جرجانی، اسرار البلاغہ فی علم البیان، دارالمعارفہ، بیروت، 1989ء۔ ص-30

Abdulqāhir jarjānì, Isrārulbalaghah fì Ilmulbyān(Dārulmaārifah Berùt 1989)p-30

[19] القمر:12،11

AlQmar ,12:11

[20] الاعراف 7:126

Alarāf,7:126

[21] محمد محسن، قرآن وحدیث کا ادبی رُخ، پبلک لائبریری ایسوی ایشن، کراچی، س۔ن، ص-86

Muhammad Muhsin,Qurān o Hadith ka adabì rukh(Pablic Liberary association Karāchì)p-86

[22] الفرقان 25:23

Alfurqān, 25:23

[23] محمد بن سنان الخفاجی، سر الفصاحۃ، دار الکتب العلمیہ، 1982ء، ص-218

Muhammad bin sanān alkhafajì, Sirulfasāhat(Daralkutub alilmyah 1982)p-218

[24] الحاقۃ 69:11

Alhāqah,69:11

[25] التکویر 81:18

Altakwìr,81:18

[26] الانعام 6:146

Alinām,6:146

[27] علامہ بدرالدین عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ، شیش محل روڈ نزد داتا دربار، لاہور، 1/22

Allāma Badaruldìn Ainì, Umdatu-Qarì Sharah Sahih bukharì(Maktaba Rashidiyah Lāhore)1/22

[28] النجم:53:31

[29] علامہ بدرالدین عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ، شیش محل روڈ نزد داتا دربار، لاہور 17/623

Allāma Badaruldìn Ainì, Umdatu-Qarì Sharah Sahih bukharì(Maktaba Rashidiyah Lāhore,17/623(

[30] القلم 68:46

Alqalam,68/46

[31] علامہ بدرالدین عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ، شیش محل روڈ نزد داتا دربار، لاہور، 17/755

Allāma Badaruldìn Ainì, Umdatu-Qarì Sharah Sahih bukharì(Maktaba Rashidiyah Lāhore),17/755

[32] مناع القطان، تفہیم مباحث فی علوم القرآن، تلخیص: محمد جمیل شیدا رحمانی آزاد بک ڈپو-لاہور، س۔ن، ص-116

Mannaulqattān, Tafhim mabahith fì ulòmulQurān(Azād book dipù Lāhore)p-116

---

[33] سید محمد بن علوی، زبدۃ الاتقان فی علوم القرآن، مترجم: علامہ نصیر الدین، فرید بک سٹال لاہور، ص-318

Syid Muhammad bin Alwì, Zubdatu-itqān (Farìd bookstāl Lāhore)p-318

[34] احمد عبداللہ البیلی، کتاب من بلاغۃ القرآن، ص51، الناشر: نھضہ مصر—القاھرۃ،

Ahmed Abdullah Albeilì, Kitāb min Balaghatul-Qurān (alnāshir nahdah Misir)p-51

[35] سید قطب شہید، ص153، قرآن کے فنی محاسن، غلام احمد حریری، (مترجم) طارق اکیڈمی، فیصل آباد، 1994ء

Syed Qutub Shahìd, Qurān key fanì mahāsin(Tāriq acadmì Fasal abad)p-153

[36] النور39:24

Alnùr,24:39

[37] العنکبوت41:29

Alankabùt,29:41

[38] ابراھیم18:14

Ibrāhìm,14:18

[39] النور35:24

Alnùr,24:35

[40] الفتح29:48

Alfateh,29:48

[41] الواقعہ: 90،91

Alwāqiyah,91:90

[42] علامہ بدر الدین عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ کوئٹہ، شیش محل روڈ نزد داتا دربار، لاہور، 672/17

Allāma Badaruldìn Ainì, Umdatu-Qarì Sharah Sahih bukharì(Maktaba Rashidiyah Lāhore),17/672